1

خدمت خلق کرو- تا کہ خدا مل جائے

(فرمودہ ۷ ؍ جنوری ۱۹۲۱ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ' سورۂ فاتحہ اور آیت شریفہ **یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساء واتقوالله الذی تساء لون بہ والارحام- ان الله کان علیکم رقیباً-** (النساء : ۲) کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ انسان کی زندگی ایک محدود چیز ہے زیادہ سے زیادہ عمر کے آدمی تاریخی طور پر پونے دو سو برس کی عمر تک کے معلوم ہوتے ہیں- قرآن کریم میں بڑی عمر کے انسان کا ذکر ہے مگر اس سے مراد ان کی قوم کی عمر ہے- پس آدمی کی بڑی سے بڑی عمر پونے دو سو برس معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی شاذو نادر ہے- ورنہ یوں انسان کی عمر ساٹھ ستر سال معلوم ہوتی ہے- اس عمر میں وہ کیا کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے- یہ ایسا سوال ہے' جو ہمیشہ الجھن میں ڈالتا رہا ہے- بہت ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ انسان ستاروں اور سیاروں کے اثرات کے ماتحت ایک لہر ہے- جہاں اثر زیادہ پڑتا ہے وہاں زندگی کے آثار زیادہ ہوتے ہیں اور جہاں کم وہاں کم- اور جہاں جتنا اثر پڑتا ہے- اس کے مطابق اثر ظاہر ہوتا ہے کہیں انسان اور کہیں نباتات و جمادات- اس سے زیادہ زندگی کی کوئی حقیقت نہیں- نہ اس کی پیدائش کی کوئی غرض ہے- نہ مرنے میں کوئی غرض- یہ اپنے آپ کو آپ ہی بڑا سمجھتا ہے- اس کی دنیا سے بڑی بڑی دنیائیں اور ہیں- جن کے مقابلہ میں یہ دنیا ایک بالکل حقیر ہے- اس کے مقابلہ میں کچھ اور لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ تمام کائنات انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے- اگر انسان نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا- گویا ایک ایک طرف لئے جاتے ہیں تو دوسرے دوسری طرف-

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک انسان دیکھتا ہے کہ اس کے لئے ساری دنیا ہے- وہ سب کا ہمدرد ہے اور سب کا بہی خواہ ہے- اور ساری دنیا اس کی محتاج ہے- اور وہ سب دنیا کو فیض پہنچا رہا ہے- وہ نہ صرف انسانوں کا ہمدرد ہے بلکہ حیوانوں تک اس کی ہمدردی کا اثر ہے- مگر دوسری طرف وہ دیکھتا ہے- کہ ایک انسان ہے وہ لمبی عمر بھی پاتا ہے مگر وہ دنیا سے بے تعلق ہے- اس کے

وجود سے دنیا کو کوئی نفع نہیں۔ وہ اپنے محلہ والوں۔ حتیٰ کہ اس کی ہمدردی اپنے رشتہ داروں۔ بہن، بھائی اور بیوی بچے سے بھی نہیں ہوتی بلکہ اس کو صرف اپنے نفس سے ہوتی ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے انسان کی غرض پیدائش کچھ بھی نہیں۔

پس یہ ایک اختلافی سوال ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا کہ دنیا میں کئی حیثیت کے آدمی آباد ہیں۔ جب ایک شخص ایسے انسان کو دیکھتا ہے جو دنیا کا ہمدرد اور بہی خواہ مثلاً وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے۔ تو اس کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری دنیا اسی شخص کے لئے ہے۔ لیکن دوسری طرف جب وہ ایک زمین دار کو دیکھتا ہے۔ کہ اس کی بڑی سے بڑی خواہش کھیت میں کام کرنا اور کھانا اور سو رہنا ہے یا ترقی کی تو کسی دوسرے زمین دار کی زمین اپنی زمین میں شامل کرلی یا اس سے ترقی کی تو کسی دوسرے زمین دار پر مقدمہ کھڑا کر دیا۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ انسان کی پیدائش سے کوئی غرض نہیں تو یہ اختلاف دراصل نظر کا اختلاف ہے۔ جس کو جیسے آدمی نظر آتے ہیں۔ وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ جب ایک شخص کو بیمار ہی بیمار نظر آتے ہیں تو وہ کہتا ہے دنیا بیماروں ہی کے لئے ہے۔ اور جب تندرستوں کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ دنیا میں بیماری نہیں۔ لیکن یہ نتیجہ صحیح نہیں۔ کیونکہ جس طرح بیمار بھی ہوتے ہیں اور تندرست بھی۔ اور آم کھٹے بھی ہوتے ہیں اور میٹھے بھی۔ اسی طرح آدمی بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہوتے ہیں کہ چاند سورج اپنی تمام خوبیوں کے باوجود ان کے فیوض کے آگے کچھ نہیں ہوتے ہم جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے کلام کو دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ اس میں جو علوم اور جو برکات ہیں وہ کسی چیز میں بھی نہیں۔ آسمان کے ستارے ان علوم کے مقابلہ میں ہیچ ہوجاتے ہیں۔ تب وہ کہتا ہے کہ انسان کے لئے اس قدر وسعت ہے۔ اور وہ یہ کہتا ہے کہ دنیا ایسے انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ لیکن جب دوسری طرف ایک اور وجود ہوتا ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کے فائدہ کے مقابلہ میں اپنے ہی فائدہ کو مدنظر رکھتا ہے اور اپنے نقصان کو نقصان سمجھتا ہے اور کسی دوسرے کے رنج و غم کو محسوس نہیں کرتا۔ اور اس کی نظر کی حد اس کا وجود ہوتا ہے۔ کسی کو ننگا دیکھتا ہے تو اپنے پاس کپڑا رکھنے کے باوجود اس کو نہیں دیتا۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ دنیا اس کے لئے نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا مسیح موعودؑ یا عیسیٰؑ یا موسیٰؑ کی آمد اس کے لئے نہ تھی۔ ایسا شخص دنیا میں کھاد کا کام دیتا ہے۔ اور ذبیحہ بنایا جاتا ہے اس کے لئے دنیا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ دنیا کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی پھل کی طرح حفاظت نہیں کی جاتی۔ بلکہ اس کو کھاد کی طرح درخت کی غذا کے لئے اس کی جڑوں میں ڈالا جاتا ہے۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے وجود کو ایک نافع اور کارآمد وجود بناؤ۔ کہ تمہاری پھل

کی طرح حفاظت کی جائے۔ زندگی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کی خدمت میں اس کو لگا دے ورنہ اپنی ذات میں زندگی کوئی چیز نہیں۔ ہم اگر آج مرجائیں تو دنیا کے لئے کوئی کمی کی بات نہیں۔ ہاں اگر ہماری زندگی سے دنیا کو کسی نہ کسی قسم کا فائدہ ہے۔ تب ہماری موت ایک نقصان دہ چیز ہے۔ ورنہ اگر ہم سے نفع نہیں تو خواہ ہم پچاس برس اور جئیں تو بھی کچھ نہیں۔ زندگی سے غرض کھانا پینا نہیں یہ تو زندگی تک ہے۔ مرنے کے بعد نہیں مثلاً دیکھو۔ کوئی ریل میں سوار ہو اور جہاں اس کو جانا ہے وہاں پہنچ کر گاڑی سے نہ اترے اور کہے کہ میں اس لئے نہیں اترتا کہ مجھ کو اچھی جگہ ملی ہوئی ہے۔ تو یہ اس کی نادانی ہے۔ کیونکہ ریل پر چڑھنا تو منزل پر اترنے کے لئے تھا نہ کہ اچھی جگہ کے لئے۔ اسی طرح یہ زندگی کام کرنے اور مرنے کے لئے ہے اور مومن اس مرنے سے نہیں گھبراتا کیونکہ جس کو موت کہتے ہیں۔ وہ اس کی زندگی کا دن ہوتا ہے۔

پس تمہاری زندگی دنیا کے فائدہ کے لئے ہے۔ اگر تمہارا ہمسایہ دکھ میں ہو تو اس کی مدد کرو۔ اپنے آرام کو تکلیف سے بدل لو۔ اگر تمہارے آرام سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر تمہاری جان کے خطرہ میں پڑنے سے کوئی جان بچ جائے تو اپنی جان کی فکر نہ کرو۔ یاد رکھو تم پر کوئی دن نہ آئے۔ جس میں تم سے جسمانی، روحانی، علمی، مالی فائدہ دوسروں کو نہ پہنچے۔ وہ دن تمہاری موت کا دن ہوگا۔ جس دن تم سے نفع نہ پہنچے۔ ورنہ مرنے سے اس کو خوف اور رنج نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس کی کامیابی کا دن ہوتا ہے رنج ہوتا ہے تو اس بات کا کہ میں خدا کی مخلوق کی اور خدمت نہ کر سکا۔ جو دنیا کو چھوڑتے ہوئے دنیا اور اپنے نفس کے لئے رنج کرتا ہے وہ کافر و منافق ہوتا ہے۔ لیکن مومن کہتا ہے کہ میں یہاں رہتا تو اور خدمت کرتا۔

پس اپنی زندگی کو خدمت میں لگاؤ۔ یہ مت کرو کہ تمہارا ہمسایہ محلّہ میں دکھ میں ہو اور تم اس کی مدد نہ کرو کیونکہ تمہاری تو غرض ہی یہ ہونی چاہیئے کہ تم دوسروں کے کام آؤ۔ دوسرا مقصد کہ خدا کو پاؤ وہ اس کے بعد آتا ہے جب تک خدا کی مخلوق سے ہمدردی اور محبت نہ ہو۔ تم خدا کو نہیں پا سکتے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ سونا مٹی کے نیچے ہوتا ہے۔ مٹی کو اٹھاؤ گے تو سونا پاؤ گے ورنہ نہیں۔ خدا کا سلوک بندوں کی محبت اور ہمدردی کے بعد ہوتا ہے اس لئے تم اپنے نفس کو خدا کی مخلوق اپنے گھر کے لوگوں محلّہ شہر، ملک بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کی ہمدردی میں لگاؤ کہ تم کو خدا کی محبت حاصل ہو۔ اپنی عمر کو رائگاں نہ کرو۔ کیونکہ خدا نے تمہیں اس لئے زندگی دی ہے کہ تم اس کو کار آمد بناؤ۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت پر رحم کرے اور اس نمونہ پر چلنے اور اس کو اختیار کرنے کی توفیق

دے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم ہوا۔ اور اب پھر حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔

(الفضل ۱۳؍ جنوری ۱۹۲۱ء)